حلال و حرام خوراک اور ذبح سے متعلق اسلامی احکام

ڈاکٹر سید باچا آغا*

Abstract:
"Keeping in view the physical and intellectual health of human beings, Allah the Almighty has declared all hygienic and healthy eatables as permissible and lawful (Halal), whereas all filthy and unhealthy eatable were declared as impermissible and unlawful (Haram). It is an obvious reason that Muslim Jurists of all ages have conducted and demonstrated their study in articulating Shari'ah rulings on permissible (Halal) and impermissible (Haram). In modern era, the trends in production and consumption of eatables and beverages have been drastically changed due to the agricultural, Sciences and technological advancements.
On the other hand, International Market of Halal commodities have been emerging into a vast market trade in which Muslim and Non-Muslim countries are participating freely and actively. This becomes unavoidable especially when certain newly emerged issues and challenges in the field extensive research is required. This article explains deeply about the Islamic laws relating to lawful, unlawful Food and slaughter."

اسلام نے دنیا کو بیش بہا عطیات دیے ہیں ان میں سے ایک اس کا انتہائی لطیف، نفیس اور پاکیزہ "نظام اکل و شرب" ہے۔ جس کی حساسیت کا اندازہ وہی شخص کر سکتا ہے جس کے سامنے اس حوالے سے قرآن و سنت کے احکامات پوری طرح واضح ہوں۔ نفع دہ اشیاء اور پاک چیزوں میں اصل "حلت" ہے اور نقصان دہ اور خبیث چیزوں میں اصل "حرمت" ہے اور تمام چیزوں میں اصل "حلت واباحت" ہے مگر جن کے بارے میں شریعت سے نہی (منع) وارد ہو، یا جن کے بارے میں متحقق واضح مفاسد ثابت ہو۔ جن کھانے پینے اور پہننے کی چیزوں میں روح اور بدن کیلئے نفع ہے اللہ تعالی نے ان کو اپنے بندوں کیلئے حلال کیا ہے تاکہ وہ اللہ کی اطاعت پر ان سے مدد حاصل کر سکیں۔

حلال اور حرام کا خیال رکھنا بڑی اہم بات ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے اوامر اور اس کی ذات کی تعظیم کا اظہار کرتی ہے۔ اس لیے انسان کی ہر وہ کوشش جو وہ حلال کمانے اور حرام سے بچنے

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ ڈگری کالج، کوئٹہ

کے لیے کرتا ہے وہ ایک خاص رنگ کی عبادت ہے کیونکہ مسلمان کی جانب سے محرمات، مصائب اور آزمائشوں پر صبر اور ثبات سے مقابلہ کرنا "سلبی عبادت" ہے اور رزق حلال کے لئے کوشش بھی بالکل اسی طرح عبادت میں شامل ہے۔ اس بات پر اللہ تعالیٰ کے اس مقدس فرمان إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ[1] (اسی کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے ہیں اور نیک عمل ان کو بلند کرتے ہیں) میں اس بات کی صراحت ہے کہ مبارک کلمات جیسے حمد، تسبیح، تکبیر اور درود شریف کو اعمال صالحہ کے علاوہ کوئی شے حق تعالی سبحانہ تک نہیں پہنچاتی۔ اس لیے عبادت کی دونوں قسمیں خواہ وہ نماز، زکوٰۃ اور روزہ یا ترک ہو جیسے حرام سے پختہ عزم کے ساتھ بچنا، ان میں ایک ایسا پر ہے جس سے پاکیزہ کلمات اللہ تعالیٰ کی طرف بلند ہوتے ہیں۔ اس لیے اس بات کو معمولی نہ سمجھنا چاہیے اور ہم پر لازم ہے کہ حلال کی طلب اور حرام سے بچنے کے لیے پوری پوری سعی اور کوشش کریں۔ کھانے میں حلال حرام کی تمیز اور ناجائز چیزوں کو جائز چیزوں کے ساتھ خلط ملط نہ کرنے اور اس بارے میں حساسیت کے ساتھ کام کرنے میں عبادت جیسا ثواب ہے۔ مثال کے طور پر انسان کے علاج میں استعمال ہونے والی چیزوں کے اجزا کی حلت کا خیال، غذائی چیزیں خریدتے وقت حلال کا خیال رکھنا اور قصائی سے گوشت خریدتے وقت شرعی ذبیحے کا یقین کرنا اور کمانے میں حلال کا خیال رکھنا انسان کو روحانی ترقی پر پہنچاتا ہے۔ جبکہ اس بارے میں اپنے ارادے کا حق ادا نہ کرنے اور ان امور کا خیال نہ رکھنے کی وجہ سے اس کی روحانی زندگی بجھتی چلی جائے گی او راس کے روحانی لطائف مرتے چلے جائیں گے اور اس کی ہلاکت کا سبب بن جائیں گے۔ قرآن حکیم میں ایک جگہ تمام اہل ایمان کو اور دوسری جگہ انبیاء کو اپنی ماکولات کو "طیب" رکھنے کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ اسی سلسلے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"یا ایها الناس کلو مما فی الارض حلالا طیبا ولا تتبعوا خطوات الشیطان إنه لکم عدو مبین"[2]

ترجمہ: اے لوگوں جو چیزیں زمین میں موجود ہیں اس میں سے حلال پاک چیزوں کو کھاؤ اور شیطان کے قدم بقدم مت چلو، یقیناً وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے کہ:

"یا ایها الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا إني بما تعملون علیم"[3]

ترجمہ: اے پیغمبروں پاک چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو یقیناً میں تمہارے اعمال سے خوب واقف ہوں۔

ایک اور موقع پر ارشاد ہے:

''یسألونک ماذا احل لکم قل احل لکم الطیبات وما علمتم من الجوارح مکلبین تعلمو نھن مما علمکم اللہَ فکلوا مما أمسکن علیکم وا ذکرو ااسم اللّٰہ علیہ واتقو اللہَ إن اللہَ سریع الحساب''(۴)

ترجمہ: لوگ پوچھتے ہیں کہ کون سے جانور ان کے لیے حلال کیے گئے ہیں؟ آپ فرمادیجیے کہ تمہارے لیے تمام حلال جانور حلال رکھے گئے ہیں اور جن شکاری جانوروں کو تعلیم دو اور تم ان کو چھوڑو بھی اور ان کو اس طریقہ سے تعلیم دو جو تم کو اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی ہے تو ایسے شکاری جانور جس شکار کو تمہارے لیے پکڑیں اس کو کھاؤ اور اس پر اللہ تعالیٰ کا نام بھی لیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو، بے شک اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والے ہیں۔

اسی طرح حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

''إن اللہَ طیب لا یقبل إلاطیبا و إن اللہَ تعالیٰ أمر المؤمنین بما أمر بہ المرسلین فقال یا ایھا الرسل کلوا من الطیبات و اعلمو اصالحا''(۵)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے پاک کے علاوہ کسی چیز کو قبول ہی نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کو اس چیز کا حکم فرمایا ہے جو حکم اپنے رسولوں کو دیا ہے (اس کے بعد حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) فرمایا: اے رسولوں پاک چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو۔

اس حدیث کی تشریح میں علما نے لکھا ہے کہ کوئی بھی عمل حلال کھانے کے علاوہ دوسرے طریقہ سے نہ پاک ہوتا ہے اور نہ ہی قبول ہوتا ہے۔ جبکہ حرام کھانے سے اعمال فاسد ہو جاتے ہیں اور قبولیت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ یہ بات واضح ہے کہ ہر غذا کی تاثیر ہوتی ہے حلال غذا کھانے سے نیک اعمال کی توفیق ملتی ہے جبکہ حرام کھانے سے نیک اعمال کی توفیق سلب ہو جاتی ہے۔ ایک اور حدیث میں تو حرام کھانے کا اثر یہ وارد ہے کہ چالیس دن تک اس کا کوئی عمل عند اللہ مقبول نہیں ہو گا جس طرح کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

''إن العبد ليقذف اللقمة الحرام فی جوفه ما يتقبل منه عمل اربعين يوما''(۶)

ترجمہ: اگر کوئی بندہ حرام لقمہ پیٹ میں ڈال دے تو اس کے چالیس دن تک کوئی عمل قبول نہیں ہو گا۔

جامع الترمذی میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ایک روایت میں پیٹ اور غذا کی حفاظت کو اللہ سے حیاء کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔

''الإستحياء من الله حق الحياء ۔۔۔ ان تحفظ البطن وما حوى''(۷)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ سے حیاء کرنا حیاء کا حق ہے۔۔۔یہ کہ پیٹ اور اس میں غذا کا حفاظت کرے۔

ذکاۃ (ذبح کرنا)

ذکاۃ کا مطلب خشکی کے اس جانور کو ذبح یا نحر کرنا ہے جس کا گوشت کھایا جاتا ہو، وہ اس طرح سے کہ اس کی حلق اور شہ رگ اور گردن کی دونوں رگوں یا ان میں سے ایک کو کاٹ دیا جائے یا اس کے ساتھ کونچیں بھی کاٹ دی جائیں اگر اونٹ بدک کر بھاگنے والا ہو۔ اصطلاح میں "ذبح" سانس وغذا کی نالیوں اور حلق کے پاس سے گزرنے والی دونوں شہ رگ کو کاٹنے کا نام ہے۔ "نحر" گردن سے نیچے اور سینہ کے اوپری حصہ میں شہ رگ کو کاٹنے کا نام ہے، اور ان دونوں صورتوں کو "ذکاۃ" کہتے ہیں۔ البحر الرائق میں ہے:

''(والذبح قطع الأوداج) لقوله عليه الصلاة والسلام ''أفر الأوداج بما شئت''والمراد الحلقوم والمريء والودجان. وإنما عبر عنه بالأوداج تغليبا''(۸)

طریقہ ذبح

طریقہ ذبح کے اعتبار سے فقہاء نے دو قسمیں بیان کی ہیں: ذبحِ اضطراری اور ذبحِ اختیاری۔

(۱) ذبحِ اضطراری

جو جانور قابو میں نہ ہو اس کو ذبح کرنا "ذبحِ اضطراری" ہے، ایسے جانور کے حلال ہونے کے لیے کسی خاص رگ یا نالی کا کٹنا ضروری نہیں، کسی بھی حصہ جسم میں زخم لگا دینا کافی

ہے زخم سے جانور کی موت واقع ہو جائے اور مرنے کے بعد ہی قابو اور گرفت میں آئے تو یہ جانور حلال ہے۔

(۲) ذبحِ اختیاری

قابو شدہ جانور کو ذبح کرنا "ذبحِ اختیاری" ہے، ایسے جانور کے حلال ہونے کے لیے ضروری ہے کہ غذا، سانس اور خون کی دونالیوں میں سے کم سے کم تین کٹ جائیں، یہ امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے جبکہ امام ابو ہوسفؒ کے نزدیک غذا اور سانس کی نالیوں کا کٹ جانا تو ضروری ہے البتہ اس کے علاوہ خون کی دو رگوں میں سے ایک رگ بھی کٹ جائے تو کافی ہے، علامہ کاسانیؒ لکھتے ہیں کہ:

"فالذكاة نوعان: اختيارية، وضرورية. أما الاختيارية فركنها الذبح فيمايذبح من الشاة والبقرة ونحوهماوالنحر فيماينحر وهو الإبل عند القدرة على الذبح..... ثم الأوداج أربعة: الحلقوم، والمريء، والعرقان اللذان بينهما الحلقوم والمريء، فإذا فرى ذلك كله فقد أتى بالذكاة بكما لها وسننها وإن فرى البعض دون البعض فعند أبي حنيفة رحمه الله إذا قطع أكثر الأوداج وهو ثلاثة منها أي ثلاثة كانت وترك واحدا يحل، وقال أبو يوسف رحمه الله: لا يحل حتى يقطع الحلقوم والمريء وأحد العرقين.. ... (وأما) الاضطرارية فركنها العقر وهو الجرح في أي موضع كان وذلك في الصيد وما هو في معنى الصيد"(۹)

ذبح صحیح ہونے کی شرائط وسنن

۱: ذبح کرنے والا ذبح کرنے کا اہل ہو، یعنی وہ عاقل ہو، مسلمان یا اہل کتاب ہو، مرد ہو یا عورت، لہذا اس شخص کا ذبح کرنا جائز نہیں جو نشہ کی حالت میں ہو یا پاگل ہو یا کافر ہو (یعنی کافر غیر کتابی) اور اس سلسلہ میں اصل یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى"(۱۰)

ترجمہ: تمام اعمال کا انحصار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کیلئے صرف وہی ہے جس کی وہ نیت کرے۔

اور سنن ابی داؤد میں حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عامرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ:

''مُرُوا أَبْنَاءَكُمْ بِالصَّلَاةِ لِسَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا لِعَشْرِ سِنِينَ، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ (۱۱)

ترجمہ: اپنے بیٹوں (اولاد) کو نماز کا حکم دو جبکہ وہ سات سال کے ہوں اور نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے انہیں سزا دو جبکہ وہ دس سال کے ہوں، اور ان کے بستر بھی الگ الگ کر دو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر بالغ اور باشعور کو صفت عقل سے موصوف قرار دیا جائے گا لہٰذا باشعور کا قصد عبادت بھی صحیح ہے اور کتابی کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

''وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ (۱۲)

ترجمہ: اور اہل کتاب کا کھانا بھی تمہارے لیے حلال ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں فرمایا یہ فرمایا گیا ہے کہ کھانے سے مراد اہل کتاب کا ذبیحہ ہے۔

۲: ہر دھاروالی چیز سے جس سے خون بہانا ممکن ہو ذبح کرنا درست ہے، البتہ دانت اور ناخن سے ذبح کرنا جائز نہیں، حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

''ما أنهر الدم وذكر اسم الله فكل ليس السن والظفر'' (۱۳)

ترجمہ: جو چیز بھی خون بہادے اسے کھالو لیکن وہ دانت اور ناخن نہ ہو۔

۳: گردن کی دونوں رگوں یا ان میں سے کسی ایک کو کاٹ کر خون بہانا ضروری ہے اور ذبح کرنا مکمل اس وقت ہو گا جب ان دونوں کو حلقوم یا شہ رگ کے ساتھ کاٹ دیا جائے۔ یعنی گلا کاٹنا ہے، گلے سے مراد سانس اور کھانے کی رگیں ہیں۔ اس سلسلہ میں اصل یہ حدیث ہے کہ:

''عن ابی هريرة انه قال نهى رسول الله ﷺ عن شريطة الشيطان وهى التى تذبح فيقطع الجلد ولا تفرى الاوداج'' (۱۴)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شیطان کے نشتر سے منع فرمایا اور اس سے مراد وہ نشتر ہے جو ذبح کے وقت جلد کو تو کاٹ دے لیکن گردن کی رگوں کو نہ کاٹے۔

یہ اصول مد نظر ہو کہ نہی کا تقاضا تحریم ہی ہوتا ہے۔ ذبح کرنے کی جگہ حلق اور لبہ ہے، لبہ سے مراد وہ گڑھا ہے جو گردن کی جڑ اور سینے کے درمیان ہوتا ہے، اس کے علاوہ کسی اور جگہ سے ذبح کرنا جائز نہیں کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

''عن ابی هریرة بعث رسول اللهﷺ بدیل ابن ورقاء الخزاعی علی جمل أورق یصیح فی فجاج منیٰ ألا إن الزکاة فی الحلق واللبة''(۱۵)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے بدیل بن ورقاء الخزاعیؓ کو ایک خاکستری رنگ کے اونٹ پر بھیجا کہ منیٰ کی وادیوں میں یہ اعلان کردو کہ جس جگہ سے جانور ذبح کرنا ہے وہ حلق اور لبہ (گردن اور سینے کے درمیان کا گڑھا) ہے۔

جانور کو ذبح کرتے وقت چار نالیوں کو کاٹنا نہایت ہی ضروری ہے۔ ۱۔(نرخرہ یعنی سانس کی نلی) Tracheaorwindpipe ۲۔ (غذائی نلی یعنی حلقوم) Esophagus ۳۔(دل کے طرف سے آنے والی صاف خون کی شہ رگ) Crotidartery ۴۔ (دل کی طرف سے جانے والی گندے خون کی شریان) ugularvein ان کو تیز دھاروالے اوزار سے اللہ کا نام بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر حلال کرتے ہیں Symbolic طور پر اس طرح گلے کی تمام رگیں کاٹ دیتے ہیں مگر سر کو دھڑ سے الگ نہیں کرتے ریڑھ کی ہڈی کو نقصان نہیں پہچانتے یعنی حرام مغز Spinal cord کو نہیں کاٹتے جس سے دل کچھ دیر تک دھڑکتا رہتا اور بعد میں جسم کا تمام خون باہر نکل جاتا ہے کیونکہ یہ کٹ گیا تو دل کو جانے والا اعصاب Nerve Fiber کٹ جائے گا اس طرح دل کی حرکت فوراً بند ہو سکتی ہے یعنی Cardicarrest جس سے جسم کے اندر خون کی نالیوں میں خون جم جائے گا جو صحیح نہیں ہے اس طرح ذبح کرنے سے جانور کی تمام مخصوص رگیں کٹ جاتی ہے جس سے تکلیف کا احساس کم ہو جاتا ہے اور اعصاب کی طرف خون کی روانی ختم ہونے کی وجہ سے تکلیف میں کمی ہو جاتی ہے۔ ذبح کے بعد جانور کا پڑھکنا تڑپنا تکلیف سے نہیں ہوتا ہے بلکہ خون تیزی سے نکلنے کی وجہ سے اس کا جسم اچھلتا ہے گوشت کے سکڑنے اور پھیلنے کی وجہ سے وہ ایسا کرتا ہے بڑے جانوروں میں یہ دھیرے دھیرے شروع ہوتا ہے اور دیر تک قائم رہتا ہے جب کے چھوٹے جانورں میں یہ عمل جلد شروع ہو کر جلد ختم ہو جاتا ہے۔

جانوروں کے ذبح کرنے کے چار طریقے ہیں، ۱۔ جھٹکا (سکھ)، ۲۔ کوشر (یہودی)، ۳۔ ماڈرن طریقہ Stunning Method یعنی عارضی طور پر بے ہوش کر کے ذبح کرتے ہیں اور (۴) شرعی حلال طریقہ۔ ان چاروں طریقوں میں سائنٹفک طور سے اسلامی طریقہ بہترین مانا گیا کیونکہ اس طریقے سے (۱) جسم کا سارا خون باہر نکل جاتا ہے اور جانور کو تکلیف کم محسوس ہوتی ہے۔ (۲) خون نکل جانے سے خون کے ساتھ ساتھ اس کے جراثیم اور جرثومے باہر نکل جاتے ہیں کیونکہ

خون میں جراثیم کے لئے ایک اچھا واسطہ Media ہوتا ہے اس طرح اگر جانور کو ذبح کیا گیا تو بہت سے امراض خون کے ذریعہ نکل جاتے ہیں۔(۳) ہم امراض سے محفوظ رہتے ہیں خون کے نکل جانے سے گوشت زیادہ دیر تک محفوظ رہتا ہے۔(۴)خون کے ساتھ جسم کے زہریلے وفاسد مادے Toxins بھی باہر نکل جاتے ہیں خون جراثیم کی بہترین غذاء Culture ہیں اس کے نکل جانے سے جراثیم کی نشو نماء کا خطرہ نہیں رہتا اس سے گوشت عمدہ، تازہ اور دیر تک رہتا ہے۔سائنسدانوں نے دُنیا میں حلال غذائی اشیاء کی غیر معمولی مقبولیت کے اسباب کا سراغ لگایا تو معلوم ہوا کے اسلامی طریقے سے ذبح کیا گیا گوشت صحت کیلئے مفید ہے۔

۴: ذبح کرنے کے وقت آدمی بسم اللہ کہے یعنی ذبح کرنے والا ذبح کرنے کیلئے جب اپنے ہاتھ کو حرکت دے تو وہ بسم اللہ پڑھے اور اگر آدمی بسم اللہ کہنا بھول گیا تو اسکا گوشت کھانا جائز ہے لیکن اگر جان بوجھ کر بسم اللہ کہنا چھوڑ دیا ہے تو اسکا کھانا جائز نہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

''وَلا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ''[۱۶]

ترجمہ: اور جس چیز پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اسے مت کھاؤ کہ اس کا کھانا گناہ ہے۔

''فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ''[۱۷]

ترجمہ: جس چیز پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام لیا جائے تو اسے کھالیا کرو۔

اللہ تعالیٰ نے نام لینے اور نہ لینے کی دونوں حالتوں اور دونوں حکموں میں فرق کیا ہے، ہاں البتہ اگر کوئی شخص بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو اس کا ذبیحہ حلال ہو گا کیونکہ سعید بن منصور نے ''سنن'' میں نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد روایت کیا ہے:

''ذبيحة المسلم حلال وإن لم يسم إذا لم يتعمد''[۱۸]

ترجمہ: مسلمان کا ذبیحہ حلال ہے خواہ وہ اللہ کا نام نہ بھی لے بشرطیکہ اس نے جان بوجھ کر اسے ترک نہ کیا ہو۔

اور اگر قصداً جان بوجھ کر بسم اللہ پڑھنا ترک کیا تو اس کا ذبیحہ حلال نہیں، چنانچہ ھدایہ میں درج ہے کہ:

''وإن ترك الذابح التسمية عمداً فالذبيحة ميتة لاتؤكل''[۱۹]

ترجمہ: اگر ذبح کرنے والے نے جان بوجھ کر بسم اللہ پڑھنا ترک کیا تو اس کا ذبیحہ حلال نہیں، اسے نہ کھایا جائے۔

اور رد المحتار میں ہے کہ:

''لاتحل ذبیحة من تعمد ترک التسمیة مسلماً کان أو کتابیاً''[۴۰]

ترجمہ: جس نے جان بوجھ کر بسم اللہ پڑھنا ترک کیا تو اس کا ذبیحہ حلال نہیں، چاہے مسلمان ہو یا کتابی۔

اللہ تعالیٰ نے اس بات کی صراحت فرمائی ہے کہ وہی جانور حلال ہے، جو اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو۔ یوں تو اصل مقصود جانور پر اللہ تعالیٰ کا نام لینا ہے، خواہ کسی بھی طریقہ پر نام لیا جائے، لیکن افضل طریقہ یہ ہے کہ ''بسم اللہ، اللہ اکبر'' کہا جائے، ذبیحہ پر اللہ تعالیٰ کے نام لینے کا یہ حکم ایمان وعقیدہ کے پہلو سے ہے۔ کیونکہ دنیا کی مختلف مشرک قومیں ذبح اور قربانی کو مشرکانہ نقطۂ نظر سے انجام دیتی آئی ہے، لوگ دیویوں اور دیوتاؤں کے نام پر جانوروں کو چھوڑتے تھے، تہواروں میں ان کے نام سے قربانی کیا کرتے تھے، آستانوں اور بتوں کی عبادت گاہوں پر جانوروں کے نذرانے پیش کیا کرتے تھے اور کھانے کے لئے بھی غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرتے تھے، گویا ذبح وقربانی کو وہ اپنے مشرکانہ عقائد کے اظہار کا ذریعہ بناتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے ذہن میں عقیدہ توحید کو راسخ کرنے اور مشرکانہ افکار سے انہیں بچانے کے لئے یہ تدبیر فرمائی کہ جن کاموں کو وہ شرک اور غیر اللہ کی تقدیس کے طور پر کرتے تھے، ان ہی کو توحید کے سانچے میں ڈھال دیا گیا، قربانی دینا چونکہ ایک فطری جذبہ ہے اور گوشت انسان کی ایک فطری غذا ہے، اس لئے آپ ﷺ نے قربانی کے طریقہ کو باقی رکھا، شرعی ذبیحہ کو حلال قرار دیا گیا لیکن ان کو شرک کی بجائے عقیدۂ توحید کا مظہر بنا دیا کہ قربانی کی جائے مگر اللہ ہی کے نام پر جانور ذبح کیا جائے، غیر اللہ کے نام پر نہ قربانی جائز ہے اور نہ جانوروں کو چھوڑنا اور ذبح کرنا۔

۵: شکار حرم میں یا حالت احرام میں نہ کیا گیا ہو۔

اگر ان شرطوں میں سے ایک شرط بھی فوت ہو گئی تو ذبیحہ کھانا حلال نہ ہو گا۔ اسی طرح ہر وہ جانور جو گلا گھونٹنے سے مرا ہو یا اس کا سر قلم کر دیا گیا ہو یا اس کو بجلی کا جھٹکا دے کر مارا گیا ہو یا گرم پانی میں بھگو کر مارا گیا ہو یا ایسی صورتوں میں خون گوشت میں مل جاتا ہے جس کا کھانا انسان

کیلئے نقصان دہ ہو جاتا ہے، اور جانور کی روح اس کے جسم سے خلاف سنت نکلتی ہے، اس کا کھانا جائز نہیں۔

ذبیحہ کے سلسلہ میں سنن حسب ذیل ہیں:

۱: ذبح کرنے کا آلہ تیز ہو اور اسے قوت اور طاقت کے ساتھ چلایا جائے۔ امام مسلمؒ اور اصحاب سنن نے حضرت شداد بن اوسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''إِنَّ اللهَ كَتَبَ الْإِحسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ، وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ، وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ، فَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ''(۲۱)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ احسان وبھلائی کو فرض قرار دیا ہے، لہٰذا جب (بھی) قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو اور جب ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو، چھری کو تیز کر لو اور ذبیحہ کو آرام پہنچاؤ۔

۲: یہ بھی مسنون ہے کہ جس جانور کو ذبح کرنا مقصود ہو، تو وہ اس آلے کو نہ دیکھ رہا ہو جس سے اسے ذبح کرنا ہے، نیز ذبیحہ کو دوسرے جانوروں سے چھپا کر رکھنا چاہیے کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

''أمر رسول اللهﷺ بحد الشفار وأن توارىٰ عن البهائم''(۲۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ چھری کو تیز کر لیا جائے اور اسے جانوروں سے چھپایا جائے۔

اور معجم طبرانی کبیر واوسط میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے اور اس کے تمام راوی صحیح ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک ایسے شخص کے پاس سے ہوا جس نے بکری کی گردن پر پاؤں رکھا ہوا تھا، وہ چھری تیز کر رہا تھا اور بکری اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی، آپ نے فرمایا: ''یہ کام اس سے پہلے کیوں نہ کر لیا، کیا تو اسے دو دفعہ مارنا چاہتا ہے''۔

۳: جانور کو قبلہ رخ کر لیا جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے جب بھی کسی ذبیحہ کو ذبح فرمایا، یا ہدی (حج وعمرہ کی قربانی) کو نحر کیا تو اسے قبلہ رخ کر لیا تھا۔ اونٹ نحر کے وقت کھڑا کر لیا جائے اور اس کے بائیں پاؤں کو باندھ لیا جائے اور بکری اور گائے وغیرہ کو بائیں پہلو پر لٹا لیا جائے۔

۴: جانور کے ٹھنڈا ہونے یعنی اس کی روح نکلنے کے بعد اس کی گردن توڑی اور کھال اتاری جائے کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

''عن ابی ھریرۃ بعث رسول اللہ ﷺ بدیل ابن ورقاء الخزاعی علی جمل أورق یصیح فی فجاج منیٰ۔۔۔ ولاتعجلوا الأنفس حتیٰ تزھق''(۲۳)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے بدیل بن ورقاءؓ کو ایک خاکستری رنگ کے اونٹ پر بھیجا، جنہوں نے منیٰ کی وادیوں میں چند اعلانات کیے (جن میں سے ایک یہ تھا کہ) جانوروں کے جسموں سے روحوں کے نکلنے سے پہلے جلدی نہ کرو۔

جانور کو بجلی کا جھٹکا لگانا

ذبح کرنے سے پہلے جانور کو بجلی کا جھٹکا لگانا سنگین معاملہ ہے، اس وجہ سے ذبح شدہ جانور کے بارے میں ٹھوس شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہیں، کیونکہ عام طور پر بجلی کے جھٹکوں سے جانور ذبح ہونے سے قبل ہی مر جاتا ہے، اور ایسی صورت میں جانور مردار ہو گا، مرنے کے بعد گردن سے کاٹنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ اسی لیے ''اسلامی فقہی اکیڈمی'' کی قراردادوں میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ:

أ- اصل یہی ہے کہ جانور کو بیہوش کیے بغیر ہی ذبح کیا جائے کیونکہ اسلامی شرائط و آداب کے مطابق جانور کو ذبح کرنا ہی جانور کے ساتھ رحمت، اور احسان ہے، بلکہ اس طرح جانور کو کم سے کم تکلیف ہوتی ہے۔ اس لیے مذبح خانوں کی انتظامیہ کو بڑے جانور ذبح کرنے کے آلات میں مزید بہتری لانی چاہیے، تاکہ ذبح کرنے کا مقصد مکمل طور پر حاصل ہو۔

ب- اس پیرے کی شق (أ) میں ذکر شدہ چیزوں کا خیال رکھتے ہوئے یہ طے پایا ہے کہ "بیہوش کرنے کے بعد ذبح کیے جانے والے جانور شرعی طور پر حلال ہیں بشرطیکہ ان میں تمام فنی شرائط پائی جائیں جن سے یہ اطمینان حاصل ہو جائے کہ ذبح کرنے سے پہلے جانور کی موت واقع نہ ہوئی ہو، موجودہ حالات میں ماہرین نے درج ذیل امور کو لازمی قرار دیا ہے:

۱: برقی رو کے منفی اور مثبت راڈ کو دائیں اور بائیں کنپٹی پر لگایا جائے یا پیشانی اور سر کی پچھلی جانب یعنی گدی پر لگایا جائے۔

۲: وولٹیج ۱۰۰ سے ۴۰۰ وولٹ کے درمیان ہو۔

۳: برقی رو کی شدت (۰٫۷۵ سے ۱) ایمپیئر تک بکری کیلئے ہو، اور گائے وغیرہ کیلئے (۲ سے ۲٫۵) ایمپیئر تک ہو۔

۴: بجلی کا جھٹکا ۳ سے ۶ سیکنڈ تک دیا جائے۔

ت- جس جانور کو ذبح کرنا مقصود ہے اسے Captive Bolt Pistol (ایک پستول جس میں سے ایک لوہے کا نوک دار میخ نکل کر جانور کے دماغ میں لگتا ہے اور بیہوش ہو جاتا ہے، چنانچہ ۳ سے ۴ منٹ تک جانور ذبح نہ کیا جائے تو وہ مر جائے گا) کے ذریعے یا دماغ پر کلہاڑی اور ہتھوڑی مار کر یا، یا گیس کے ذریعے بیہوش کرنا جائز نہیں ہے، جیسے کہ عام طور پر انگریز انہی ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے جانور بیہوش کرتے ہیں۔

ث- مرغیوں کو بجلی کے جھٹکوں سے بیہوش کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ عینی مشاہدے میں آیا ہے کہ اس طرح کافی تعداد میں مرغیاں ذبح ہونے سے پہلے ہی مر جاتی ہیں۔

ج- کاربن ڈائی آکسائیڈ کو ہوا یا آکسیجن کے ساتھ ملا کر، یا چپٹی گولی والی پستول non-penetrating bolt gun استعمال کر کے جانور بیہوش کرنا اور پھر اسے ذبح کرنا ایسے جانور کا گوشت حلال ہے، بشرطیکہ اس پستول کو بھی ایسے انداز سے استعمال کیا جائے جس سے جانور کی موت ذبح کرنے سے پہلے واقع نہ ہو۔[۲۴]

حلال وحرام کی نگہداشت کے حوالے سے ریاست کی ذمہ داریاں

قرآن کریم کی آیات اور احادیث مقدسہ سے جہاں ایک فرد کیے لیے اکل حلال کی اہمیت و فرضیت کا پتہ چلتا ہے وہیں اسلام کی اولین اسلامی ریاست، ریاست نبوی اور بعد کے ادوار کے نظم ونسق سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ ایک اسلامی ریاست کی مجملہ ذمہ داریوں میں یہ بھی شامل ہے کہ لوگ حلال کمائیں اور حلال کھائیں۔ درحقیقت اسلامی ریاست ایک دینی ریاست ہے اس مفہوم میں کہ وہ خالص دینی تعلیم کی بنیاد پر قائم ہوتی ہے، دینی اہداف کی علمبردار ہوتی ہے، دینی احکام پر عملدرآمد کی پابند ہوتی ہے، ایک ایسے قانون کے نفاذ کی مکلف ہوتی ہے جو دینی قواعد اور تعلیمات پر مبنی ہو۔ اس ریاست کا دنیا کی دوسری ریاستوں سے امتیاز ہی یہ ہے کہ یہاں ریاست برائے قانون ہے، قانون برائے ریاست نہیں۔ دوسرے نظاموں اور دوسری ریاستوں کی تاریخ میں پہلے ریاست وجود میں آتی ہے پھر ریاست کو بنانے اور چلانے کے لیے قانون کی ضرورت پڑتی ہے۔ اسلامی ریاست میں ایسا نہیں ہوا، یہاں قانون پہلے سے موجود ہے، اس قانون کو نافذ کرنے اور اس کے مطابق زندگی کے پورے نظام کو چلانے کے لیے ریاست درکار ہے۔ گویا یہاں مقنّنہ کا

اپنا کوئی قانون نہیں بلکہ قانون حاکم اعلیٰ جل جلالہ کا ہے اور مقنّنہ کا کام اس کی تنفیذ اور اس پر عملدرآمد ہے۔ اہل ایمان کے اقتدار کے فرائض کو اللہ تعالی نے ان الفاظ سے بیان کیا ہے :

''الذین إن مکنھم فی الارض أَقاموا الصلوۃواتواالزکوۃ وأَمروا بالمعروف ونھوا عن المنکر ''(۲۵)

ترجمہ: اگر اہل ایمان کو ہم اقتدار بخشیں تو وہ نماز کا نظام قائم کریں گے زکاۃ کا نظام قائم کریں گے، شریعت کے معروفات کا حکم دیں گے اور منہیات اور منکرات کا سدباب کریں گے۔

آیت میں مذکور چار فرائض بہت عمومی نوعیت کے ہیں اور ان میں وہ تمام فرائض اور ذمہ داریاں شامل ہیں جو اسلامی ریاست کو سرانجام دینی ہے۔ ان کی صراحت اور وضاحت فقہائے اسلام اور متکلمین نے کی ہے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اسلام کی دستوری اور فقہی تاریخ کے ہر دور میں اولوالامر کی خصوصیات کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ واضح کیا گیا ہے جو لوگ حکمرانی کے منصب پر فائز ہوں یا ریاست کے اداروں کو چلانے کے لیے مقرر ہوں ان کی خصوصیات اور اہلیت کیا ہونی چاہیے۔ وہ خصوصیات اور اہلیتیں انہی فرائض کی روشنی میں متعین کی جائیں گی، ظاہر ہے اہلیت کا تعین فرائض کے تعین کے بعد ہی کیا جاسکتا ہے۔ اگر ایک شخص کا فریضہ ہے کہ وہ لوگوں کی صحت کا خیال رکھے، لوگوں کی بیماریوں کا علاج کرے اس کی اہلیت اور ہوگی، اگر فریضہ گھر کی چوکیداری کا ہے اس کی اہلیت کا تعین کسی اور انداز سے ہوگا۔ اس لیے اہلیت کے تعین میں ان چاروں فرائض کو جو قرآن کریم کی اس آیت میں بیان ہوئے ہمیشہ پیش نظر رکھا گیا ہے۔ ان چاروں فرائض میں سے موخر الذکر دو فرائض ''شریعت کے معروفات کا حکم اور منہیات و منکرات کا سدباب'' یہ اسلامی ریاست کے وہ دو اہم فرائض ہیں جن میں شریعت کا ''نظام اکل و شرب'' بھی داخل ہے کہ اسلامی ریاست کو افراد کو حلال میسر ہو اور وہ حرام سے بچے رہیں، اس کا اہتمام اور نگہداشت اسلامی ریاست کی اہم ذمہ داریوں اور فرائض میں شامل ہے۔ ذبیحہ کے حوالے سے شریعت اسلامیہ نے واجبات، سنن، مستحباب و مکروہات کی مستقل تعلیم دی ہے اور صرف خاص طریقہ پر ذبح شدہ جانور کو حلال قرار دیا ہے۔ مشہور مالکی عالم ابو عبداللہ محمد ابن محمد ابن العبدری الفاس (م ۷۳۷ ھ) کی کتاب ''المدخل'' میں مذکور ہے کہ:

"جانوروں کو شرعی طریقہ پر ذبح کرنا ایک امانت ہے، لہٰذا اس خدمت کو ایسے لوگوں کے سپرد کرنا چاہیے جو امین ہوں اور دینی امور میں تہمت زدہ نہ ہوں، کیونکہ اس کے خصوصی احکام ہیں۔" آگے چل کر فرماتے ہیں کہ عہد رسالت میں ذبح اور نحر کی خدمت جلیل القدر صحابہ کے ذمہ تھی۔ چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت زبیر، عمرو بن العاص، عامر بن کریز، خالد بن اسید بن ابی العیص الاموری کا نام لیا جاتا ہے۔"(۲۶)

ذبیحہ سے متعلق مسائل کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کسی نے شکایت کی مدینہ کے قصاب جانور کے ٹھنڈا ہونے سے پہلے کھال نکالنا شروع کر دیتے ہیں اس پر حضرت عمر رضی اللہ نے ریاستی سطح پر سرکاری اعلان جاری کیا اس اعلان میں لوگوں کی غلطی بھی واضح اور شرعی طریقہ ذبح کی نشاندہی بھی کی تاکہ لوگ اس سے غفلت نہ برتیں۔ چنانچہ اعلان فرمایا کہ:

"الذكاة بين اللبة والحلق لمن قدر، ولا تعجلوا الأنفس حتى تزهق"(۲۷)

ترجمہ: اختیاری ذبح کا محل حلق اور لبہ ہے اور پوری طرح جان نکلنے سے پہلے (کھال اتارنے میں) جلدی نہ کرو۔

حضرت عمر رضی اللہ کا اپنے دور خلافت میں بازاروں کا گشت اور دھوکہ کے ساتھ گندم فروخت کرنے والے تاجروں کے خلاف تادیبی کارروائی بھی اس نگہداشت اور Regulatory کی واضح مثال ہے کہ مسلم مارکیٹ میں مسلم تاجر حرام طریقہ تجارت کو اختیار نہیں کر سکتا۔

حلال کی نگرانی کرنے والے اداروں کی ضرورت

یہ بات تو اچھی طرح واضح ہوگئی کہ اسلام میں حلال و حرام کی کتنی اہمیت ہے۔ نیز مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی ذمہ داری ہے کہ حلال کا اہتمام کریں اور حرام سے بچیں۔ عصر حاضر میں مسلمانوں کو اس بارے میں اور بھی زیادہ حساس رہنے کی ضرورت اس لیے بھی ہے کہ فوڈ ٹیکنالوجی اور سائنس کی ترقی کے ساتھ ساتھ ان سے بنی اشیاء ماکولات، مشروبات، ادویات، کاسمیٹکس وغیرہ پورے عالم اسلام میں اپنی شکل جدید کے ساتھ پھیل چکی ہیں۔ ان مصنوعات کی موجود شکل میں یہ اندازہ لگانا مشکل ہوتا ہے کہ ان کو کس مادّے سے کس طرح تیار کیا گیا ہے اور بسا

اوقات یہ لاعلمی ایک اچھے خاصے دیندار مسلمان کو انجانے میں حرام میں مبتلا کر دیتی ہے۔ اسی مقصد کے پیش نظر بعض مسلم اکثریت ممالک اور بعض دیگر غیر مسلم اقلیتی ممالک میں سرکاری اور غیر سرکاری سطح پر Halal Supervisory Centers کا قیام عمل میں آیا ہے تاکہ مسلمانوں کی حفاظت اور حرام چیزوں سے اجتناب کے سلسلہ میں حلال مصنوعات کی نشاندہی اور ان کی نگرانی کی خدمت انجام دی جاسکے۔ مسلمانوں کی آبادی اس وقت ڈیڑھ ارب سے بڑھ گئی ہے۔ اس آبادی پر مشتمل عالمی حلال مارکیٹ غیر متوقع طور پر بڑھ گئی۔ شروع شروع میں کمپنیاں اپنی مصنوعات پر لفظ حلال لکھا کرتی تھیں چونکہ ان اداروں میں اکثر غیر مسلموں کی ملکیت ہیں اس لیے شرعاً اس خود ساختہ دعوے (Self-Claim) کا اعتبار نہیں کیا جاسکتا اس لیے کہ حلال کی تصدیق ایک مسلمان کے لیے شہادت کے درجے میں ہے جس کے لیے دیانتدار مسلمان ہی کا قول قابل اعتبار ہوگا۔ یہ امر خوش آئند ہے کہ دنیا میں حلال سرٹیفکیشن کے ادارے وجود میں آنا شروع ہوگئے اور رفتہ رفتہ حکومتی سطح پر بھی اس میدان میں دلچسپی دیکھنے کو مل رہی ہے جو کہ ایک اسلامی ریاست کے فرائض میں بھی شامل ہے۔ چنانچہ اس وقت مختلف ممالک میں حکومت کی نگرانی میں حلال سرٹیفکیشن کا کام اسی دلچسپی کا ایک مظہر ہے۔ پاکستان میں خالص خوراک کا قانون "Pure Food" مجریہ 1960ء نافذ ہے جس میں اشیاء خورد ونوش کو تیاری سے لے کر فروخت تک ملاوٹ اور مضر صحت اجزاء سے بچانے کا طریقہ کار وضع کیا گیا ہے، مگر یہ قانون حلال و حرام کے معیارات کے حوالے سے ناکافی ہے، کیونکہ اس کی وضع کا ہدف و مقصد ہی یہ نہ تھا۔ اس وقت حلال و حرام کے متعلق دو سرکاری ادارے کام کر رہے ہیں، ایک پاکستان اسٹینڈرڈز اینڈ کوالٹی کنٹرول اتھارٹی (PASQCA) اور دوسرا پاکستان نیشنل اینڈ ایکریڈیٹیشن (PNAC)۔ دونوں ادارے وزارت سائنس و ٹیکنالوجی کے ماتحت ہیں۔ اول الذکر حلال و حرام کے متعلق قانون سازی اور مؤخر الذکر اس کی تنفید و تعمیل کرتا ہے۔ پاکستان میں کسی کمپنی کو حلال سٹیفکیشن کی اجازت دینا یا نہ دینا ان ہی سرکاری اداروں کا کام ہے۔ لیکن ان اداروں کے فعالیت کا یہ حال ہے کہ وفاقی وزارت سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کا نمائندہ خود اس بات کا اعتراف کر رہا ہے کہ بیرون ملک سے آنے والے اکثر اشیاء حلال نہیں: "وفاقی وزارت سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کے ایک اعلیٰ افسر میاں اعجاز نے قائمہ کمیٹی کے ارکان کے سامنے امریکا اور یورپی ممالک سے برآمد کی گئی کھانے پینے کی ایسی ۱۹ اشیاء کی فہرست پیش کی، جن میں شامل اجزا "حلال" نہیں تھے۔ ان اشیاء میں گوشت، ڈیری پراڈکٹس، سُوپ، چاکلیٹ،

ٹافیاں اور پاستا شامل ہیں۔ کمیٹی کو بتایا گیا کہ ان اشیاء میں سے بعض میں سرخ اور سفید وائن، جیلاٹین اور جانوروں سے حاصل کیا گیا رنگ ای - اکیس شامل ہے۔"(۲۸) اور لہذا اس معاملے کو "حساس" لینے کی ضرورت ہے تاکہ کہیں قوم حرام میں نہ پڑ جائے۔

کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینا یا اس کی نشاندہی کرنا انتہائی حساس معاملہ ہے۔ قرآن و سنت میں اس حوالے سے واضح ہدایات موجود ہیں۔ اگر ایک طرف حلال کھانے کی ترغیب اور حرام سے بچنے کی تاکید ہے تو دوسری طرف اس بارے میں بھی اسلام کی تعلیمات کافی سخت اور غیر لچکدار ہیں کہ حلال و حرام کے مسئلہ میں عقل کو کوئی دخل نہیں، بلکہ شریعت نے جن چیزوں کو حلال کیا ہے وہ حلال اور جن کو حرام کیا وہ حرام ہیں۔ بہر حال یہ ایک دو دھاری تلوار ہے جس میں ذرا سی بے احتیاطی سے بندہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت میں گرفتار ہو سکتا ہے۔ لہٰذا یہ بات ضروری ہے کہ حلال سرٹیفکیشن کرنے والے ادارے اس کے لیے معیارات بنانے والے سرکاری محکمے اس بات کا خاص خیال رکھیں اس معاملہ میں حتمی فیصلے سے پہلے مستند مفتیان کرام کی طرف رجوع کریں اور شریعہ اور غذائی ماہرین ہی کی رائے کو ترجیح دیں۔ اس لیے کہ اس معاملہ کے اصل اسٹیک ہولڈرز وہی ہیں جن کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ حلال کے اس تصور کو جو ایک اسلامی قدر کی حیثیت رکھتی ہے، جس کی رو سے مصنوعات کی فنانسنگ، سورسنگ، پروسیسنگ، اسٹوریج اور مارکیٹنگ میں کوئی حرام عنصر شامل نہ ہو کو پرکھیں۔ آج کل ذبیحہ کے سلسلہ میں دو باتیں خاص کر قابل توجہ ہیں:

اول یہ کہ اب گوشت کی تجارت میں اچھی خاصی تعداد غیر مسلموں کی داخل ہو چکی ہے اور غیر مسلم قصاب بھی جانور ذبح کیا کرتے ہیں، خاص کر چکن کی تجارت میں۔ مسلمانوں کو اس پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے گوشت خریدنا چاہیئے، اگر مسلمان جانور ذبح کرے اور غیر مسلم اسکے گوشت فروخت کرتے ہوں تو ان سے گوشت لینے میں حرج نہیں، لیکن اگر غیر مسلم ہی جانور ذبح بھی کرتے ہوں تو پھر ان کا ذبیحہ حلال نہیں۔ زیادہ تر علاقوں میں خود مسلمان اس کام کو انجام دیتے ہیں، لیکن بڑے شہروں میں اس کو خاص طور پر ملحوظ رکھنے کی ضرورت ہے۔ دوسرا قابل توجہ پہلو خود مسلمان قصابوں کا ہے لوگوں کا احساس ہے کہ عام طور پر قصاب جانور ذبح کرتے چلے جاتے ہیں، بسم اللہ پڑھنے کا اہتمام نہیں کرتے، ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک طرف جانور کے گلے پر چھری چلا رہے ہیں، دوسری طرف دوکان میں کام کرنے والوں کو ڈانٹ ڈپٹ کر رہے ہیں، بلکہ گالی بک

رہے ہوتے ہیں، ایسی صورت میں اگر قصداً اس نے جانور پر بسم اللہ نہیں کہا تو یہ ذبیحہ حلال نہیں ہوا ، مرغیاں چونکہ تقریبات میں بڑی تعداد میں ذبح کی جاتی ہیں، اس لئے اس موقع پر غفلت اور زیادہ ہوتی ہے، قصاب حضرات کو اس سلسلے میں خصوصی احتیاط برتنے کی ضرورت ہے، بہتر ہے کہ جہاں وہ اور کام کرنے والوں کو رکھتے ہیں، ایک شخص کو خاص اسی مقصد کے لئے رکھیں، جو جانور پر بسم اللہ، اللہ اکبر کہتے ہوئے اسے ذبح کرنے کا اہتمام کرے، جو لوگ دعوت اور مختلف تقریبات کے لئے بڑی مقدار میں چکن خریدتے ہیں، وہ بھی اس بات کا اہتمام کریں کہ چکن ذبح کرنے میں ایک ایسے ساتھی کو مقرر کریں جو مستقل طور پر بسم اللہ، اللہ اکبر کہتے ہوئے ذبح کا فریضہ انجام دے ، اس طرح حلال و حرام جیسے اہم مسئلہ میں ایک بڑی بے احتیاطی سے بچنے کا اہتمام ہو سکتا ہے۔ حرام غذا عبادت کو نامقبول بنا دیتی ہے، دُعاؤں کو بے اثر کر دیتی ہے، انسان کی اپنی اور اپنے بال بچوں کی زندگی پر اس کا برا اثر پڑتا ہے اور اگر انسان کسی دوسرے کو ایسی غذا کھلائے جو حرام ہو تو یہ گناہ بالائے گناہ ہے، اس لئے جو مسلمان قصاب جانور کو ذبح کرتے ہیں، یا جو لوگ چکن ذبح کر کے سپلائی کرتے ہیں، یا جو گوشت خرید کر بازار میں فروخت کرتے ہیں، وہ سب اپنے آپ کو حرام سے بچانے اور حلال پر قائم رہنے کا اہتمام کریں۔

خلاصہ بحث

اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے بے شمار چیزیں حلال کی ہیں، جبکہ دوسری طرف ان چیزوں کی فہرست ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اور ان کے قریب جانے سے بھی منع کیا ہے، اگر گہرائی سے ان کا جائزہ لیا جائے تو اسکی چند بنیادیں نظر آتی ہیں:

”**اسکار**“ یعنی وہ چیزیں جو نشہ پیدا کرنے والی ہیں، ان میں شراب کے علاوہ وہ تمام منشیات شامل ہیں جو اس وقت انسانیت کی تباہی کا سبب بن رہی ہیں۔ دوسری چیز ہے ”**ضرر**“ یعنی اللہ تعالیٰ نے بعض چیزوں کو اس لئے حرام کیا ہے کہ ان میں انسانی جسم یا اس کی روح کیلئے ضرر کا پہلو ہے، چنانچہ جدید تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ خنزیر ہو یا بہنے والا خون ان میں نہایت مہلک قسم کے جراثیم پائے جاتے ہیں۔ اسی طرح ہر وہ چیز بھی حرام کی گئی ہے جو ”**خبیث**“ ہو، کیونکہ انسانی زندگی کا امتیاز جسم و روح کی طہارت اور پاکیزگی میں رکھا گیا ہے اور ”خبیث“ چیزیں اس کے دل کی کدورت اور روح کی آلودگی کا باعث ہوتی ہیں۔ ”**نجاست**“ بھی ایسی چیز ہے جو انسان کی طبع سلیم سے مناسبت نہیں رکھتی اور ہر سلیم الفطرت انسان اس سے کراہیت محسوس کرتا ہے چہ جائیکہ اس کے کھانے

پینے کا تصور کرے۔ بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو انسانی فطرت کے منافی ہوتی ہیں اور ان سے آدمی کو وحشت و نفرت ہوا کرتی ہے ایسی چیزوں کے کھانے کی بھی شریعت نے ترغیب نہیں دی ہے۔

اس وقت صورت حال یہ ہے کہ بیرونی دنیا سے درآمد کیئے جانے والے کھانے کے پیکٹوں میں خنزیر کی چربی یا اس کے انفحہ (رینیٹ) سے تیار کردہ پنیر کی آمیزش ہے۔ خنزیر کی کھال کا استعمال بعض قسم کے صابنوں بلکہ بعض مٹھائیوں اور کیک کی تیاری تک میں کیا جاتا ہے، شوگر کے مریضوں کے لیے استعمال کی جانے والی انسولین میں اس کی آمیزش ہے۔ غذا کا مسئلہ ایک وقت تھا کہ جھٹکے کی مرغی اور مشینی ذبیحہ تک محدود تھا لیکن اب صورتحال یکسر مختلف ہے۔ اب ان میں دیگر ماکولات، مشروبات، کاسمیٹکس، فارماسیوٹیکلز، پرفیوم، پولٹری کی خوراک، چمڑے اور ٹیکسٹائل کی مصنوعات بھی شامل ہو چکی ہیں۔ آج کی جدید دنیا میں ان درآمدات کی مارکیٹنگ کے لیے بھی مختلف وسائل رائج ہیں۔ ٹی وی، انٹرنیٹ، میسجز، فیس بک وغیرہ کا یہ ایک انتہائی نفع بخش کاروبار ہے جس کے نتیجہ میں بعض مرتبہ ایک ہی دن میں ان میں سے بعض اشیاء اس کثرت سے فروخت ہوتی ہیں کہ پہلے کبھی اس کا تصور نہیں کیا جا سکتا تھا۔

باہر سے درآمد ہو کر آنے والا گوشت حلال ہے یا حرام اسکی جانچ کیلئے ایک معتبر ذریعہ (DNA) جانچ کا ہے۔ اس کے علاوہ ایک طریقہ (PCR) اور (ELISA) طریقہ بھی بعض ملکوں میں رائج ہے۔ لیکن یہ سب طریقے کس حد تک کامیاب ہیں اور ان میں جانچ کرنے والے لوگوں کی ذرا سی غفلت نتائج پر کس حد تک اثرانداز ہو سکتی ہے یہ چیز تحقیق طلب ہے کیونکہ وقتاً فوقتاً یہ شکایت اخبارات میں آتی رہتی ہے کہ فلاں ملک میں گوشت کی اتنی مقدار بعض تاجروں نے ایسی داخل کر دی ہے جو استعمال کے لائق نہیں، یا ان میں حرام گوشت کی آمیزش تھی۔ اہل کتاب کی طرف سے آنے والے گوشت کے بارے میں اصل یہ ہے کہ وہ حلال ہیں، اسی طرح جیسے ہمارے پاس اسلامی ممالک سے گوشت آتا ہے اس کے بارے میں بھی اصل حکم یہی ہے کہ وہ بھی حلال ہے، اگرچہ ہمیں ان کے بارے میں یہ علم نہیں ہے کہ انہوں نے کیسے ان جانوروں کو ذبح کیا ہے، ہمیں معلوم بھی نہیں کہ انہوں نے اللہ کا نام لیا تھا یا نہیں، کیونکہ اصل تو یہی ہے کہ ذبح کرنے والوں نے صحیح طریقے سے ہی ذبح کیا ہے اور اس اصل کو اس وقت تک نہیں چھوڑا جا سکتا جب تک اس سے متصادم ٹھوس شواہد نہ مل جائیں، اس اصل کی دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے وہ فرماتی ہیں کہ:

''أن قوماً قالوا یا رسول اللہ ﷺ أن قوماًیأتوننا باللحم لاندری أذکروا اسم اللہ علیہ أم لا .فقال النبیﷺ سم اللہ علیہ وکلوہ''(۲۹)

ترجمہ: کہ لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا: ہمارے پاس کچھ لوگ دیہات سے گوشت لیکر آتے ہیں، اور ہمیں یہ معلوم نہیں ہے کہ اس پر ذبح کرتے ہوئے اللہ کا نام لیا گیا ہے یا نہیں؟ تو آپ ﷺ نے انہیں فرمایا تم اللہ کا نام اس پر لیکر کھالو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان لوگوں کے بارے میں مزید بتلاتی ہیں کہ یہ لوگ ابھی نو مسلم تھے۔

اب اس حدیث کے مطابق اگر کوئی چیز کسی ماہر نے بنائی ہو تو ہمیں اس کے بارے میں یہ پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے کہ کیا اس نے اسے صحیح انداز میں بنایا ہے یا نہیں؟ بالکل اسی طرح اہل کتاب کی طرف سے آنے والے گوشت کے بارے میں بھی ہم یہی کہیں گے کہ اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے، اور ہمیں ان کے ذبح کرنے کے طریقہ کے بارے میں جستجو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اگر یہ واضح ہو جائے کہ در آمد شدہ گوشت صحیح انداز سے ذبح شدہ نہیں ہیں تو ہم اسے نہیں کھائیں گے کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ:

''ما أنہر الدم وذکر اسم اللہ کل لیس السن والظفر .أما السن فعظم وأما الظفر فمدی الحبشۃ''(۳۰)

ترجمہ: دانت اور ناخن کے علاوہ کوئی بھی چیز خون بہادے اور جانور پر اللہ کا نام لیا گیا ہو تو اسے کھالو، دانت ہڈی ہے، اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔

موجودہ صورتحال میں ایک اسلامی ریاست کے لیے اب مزید گنجائش نہیں ہے کہ وہ حلال مصنوعات کے حوالے سے قانون سازی میں مزید تاخیر کرے۔ مسلم ممالک کے ذمہ داران کی ذمہ داری اس معاملہ میں بہت بڑھ جاتی ہے کہ وہ اپنے ممالک میں ایسی اشیاء کے داخلہ پر مکمل طور پر پابندی عائد کرے اور بے ضمیر تاجروں اور جرائم پیشہ اداروں پر سخت قسم کا سنسر لگائے تا کہ کسی کو اس بات کا حوصلہ ہی نہ ہو سکے کہ مسلم مارکیٹ میں حرام مواد سپلائی کرے۔ حلال کے تصور کو اجاگر کرنے اور اس پر حقیقی عملدرآمد کرانے کے لیے ضروری ہو چکا ہے کہ اسٹیک ہولڈرز، علماء و مشائخ، غذائی ماہرین کو ایک چھت تلے مشترکہ طور پر تحقیقی کام سرانجام دینے کی دعوت دی جائے تا کہ اس حوالہ سے درپیش چیلنجز سے با آسانی نمٹا جا سکے۔

مساجد کے خطباء کو چاہئے کہ وہ عام مسلمانوں اور خاص کر قصائی اور گوشت فروخت کرنے والوں کو مسئلہ کی اہمیت سمجھائیں، جس میں ذبح کا شرعی طریقہ سمجھایا جائے، ذبیحہ کے جو اعضاء جائز نہیں ہیں، ان کے بارے میں معلومات فراہم کی جائے۔ جو تنظیمیں یا ادارے ذبیحہ کے حلال ہونے کے سرٹیفکیٹ جاری کرتے ہیں ان کی ذمہ داریاں بہت نازک ہیں، ان میں احکامِ شریعت سے واقف نمائندے ہونے چاہئیں، ذبح کے وقت نگرانی ہونی چاہیے، پیشگی اطلاع کے بغیر اچانک معائنہ ہونا چاہئے تاکہ ان کی تصدیق کا غلط استعمال نہ ہو۔

یہاں یہ بتاتے چلیں کہ اگر کسی چیز کے بارے میں معلوم ہو جائے کہ یہاں خرابی ہے اور پھر یقین بھی کرلے تو ایسی صورت میں اس سے خود بھی بچنا لازمی ہے اور دینی فریضہ سمجھتے ہوئے دوسروں کو بھی اس کے متعلق آگاہ کریں۔ آخر میں یہی کہوں گا کہ رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کو ہمیں اپنے لیے مشعل راہ بنانا چاہیے کہ:

''الحلال بین والحرام بین وبینهما مشتبهات لا یعلمها کثیر من الناس فمن اتقی المشبهات استبرأ لدینه وعرضه''(۳۱)

ترجمہ: حلال اور حرام واضح ہے، ان کے درمیان کچھ مشتبہ امور ہیں، جو شخص ان سے اپنا دامن بچالے، اس نے اپنے دین کو محفوظ کرلیا۔

حوالہ جات

(۱) الفاطر ۳۵:۱۰

(۲) البقرہ ۲: ۱۶۸

(۳) المؤمنون ۲۳: ۵۱

(۴) المائدہ ۵:۴

(۵) ترمذی ، محمد بن عیسیٰ بن سورہ ،الجامع للترمذی، کراچی، قدیمی کتب خانہ ، کتاب التفسیر، سورۃ البقرہ

(۶) المنذری، ذکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی، الترغیب والترھیب، وحیدی کتب خانہ، پشاور ۲۰۰۶ء، کتاب البیوع وغیرھا، الترغیب فی طلب الحلال والاکل منه والترھیب من اکتساب الحرام واکله، ج ۲، ص ۴۴۲

(۷) بحوالہ بالا، الجامع للترمذی، کتاب القیامۃ، باب ۲۷

(۸) ابن نجیم ،زین الدین بن إبراھیم بن محمد، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، دار الکتاب الإسلامي، بیروت، کتاب الذبائح، ج ۸، ص ۱۹۱

(۹) الکاسانی الحنفی، علاء الدین أبو بکر بن مسعود بن أحمد، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، کتاب الذبائح ،فصل فی بیان شرط حل الاکل فی الحیوان الماکول، ج ۵، ص ۴۰

(۱۰) البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح للبخاری، کراچی، قدیمی کتب خانہ، باب کیف بدء الوحی، ج ۱، ص ۲

(۱۱) ابو داؤد سلیمان ابن اشعث، سنن ابو داؤد، لاہور، مکتبہ رحمانیہ، کتاب الصلواۃ، باب متی یؤمر الغلام بالصلواۃ، ج ۱، ص ۸۲

(۱۲) المائدۃ ۵:۵

(۱۳) القشیری، ابو الحسین مسلم ابن الحجاج ، الجامع الصحیح للمسلم ، کراچی، قدیمی کتب خانہ، کتاب الاضاحی، باب جواز الذبح بکل ما انھر الدم، ج ۲، ص ۱۵۶

(۱۴) بحوالہ بالا، سنن ابو داؤد، کتاب الضحایا، باب فی المبالغۃ فی الذبح، ج ۲، ص ۴۲

(۱۵) البغدادی الدار قطنی، علی ابن عمر وابو الحسن، سنن دار قطنی، بیروت، دار المعرفت، ۱۹۶۶ء، ج ۴، ص ۲۸۳

(۱۶) الانعام ۶:۱۲۱

(۱۷) الانعام ۶:۱۱۸

(۱۸) البانی، ناصر الدین، إرواء الغلیل، بیروت، المکتب الاسلامی، ۱۹۸۵ء، ج۸، ص۲۵۳

(۱۹) الفرغانی المرغینانی ابو الحسن برہان الدین علی بن ابی بکر، الہدایہ، کوئٹہ، مکتبہ رشیدیہ، ج۴، ص۴۳۳

(۲۰) ابن عابدین، محمد امین آفندی، ردالمحتار، پشاور، مکتبہ حقانیہ، ج۹، ص۴۹۹

(۲۱) بحوالہ بالا، الجامع الصحیح للمسلم، کتاب الصید والذبائح، باب الأمر باحسان الذبح، ج۲، ص۱۵۲

(۲۲) ابن ماجہ محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ، کراچی، قدیمی کتب خانہ، ص۲۲۹

(۲۳) بحوالہ بالا، سنن دار قطنی، ج۴، ص۲۸۳

(۲۴) اسلامی فقہی اکیڈمی، قرار داد نمبر: ۱۰۱/۳/اجلاس نمبر: ۱۰

(۲۵) الحج ۲۲: ۴۱

(۲۶) ابن الحاج الفاسی المالکی، ابو عبد اللہ محمد ابن محمد ابن العبدری، المدخل، بیروت، دار الفکر، ۱۹۸۱ء، بحوالہ فتاویٰ بینات، کراچی، ج۴، ص۵۰۵

(۲۷) نووی، ابوزکریا محی الدین یحیٰ بن شرف، المجموع شرح المہذب، بیروت، دار الفکر، ج۹، ص۸۴

(۲۸) شکور رحیم، رپورٹ ۲۰۱۵-۲-۲۴، وفاقی وزارت سائنس و ٹیکنالوجی، اسلام آباد

(۲۹) بحوالہ بالا، الجامع الصحیح للبخاری، کتاب البیوع، باب من لم یری الوساوس، ج۱، ص۲۷۶

(۳۰) ایضاً، کتاب الصید والذبائح، باب التسمیة علی الذبیحة ومن ترك متعمداً، ج۲، ص۸۲۷

(۳۱) بحوالہ بالا، الجامع الصحیح للبخاری، کتاب الایمان، باب فضل من استبرء لدینه، ج۱، ص۱۳